السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

معذور افراد کی نماز کا بیان

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

معذور افراد سے یہاں مراد بیمار، مسافر اور وہ شخص ہے جسے دشمن کا خوف لاحق ہو جو غیر معذور کی طرح صحیح طور پر نماز ادا نہ کرسکتا ہو۔ شارع نے ایسے افراد کو خصوصی رعایت دی ہے اور ان سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ حسب استطاعت نماز ادا کریں۔ یہ شریعت کی طرف سے ان کے لیے آسانی اور سہولت ہے تاکہ انھیں تنگی و تکلیف نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ... ۷۸ ... سورة الحج

"اور اس نے تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں کی۔"[1]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ... ۱۸۵ ... سورة البقرة

"اللہ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں۔"[2]

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ... ۲۸۶ ... سورة البقرة

"اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔"[3]

نیز فرمایا:

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ... ۱٦ ... سورة التغابن

"سو اللہ تعالیٰ سے حسب طاقت ڈرو۔"[4]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ"

"جب میں تمھیں کسی بات کا حکم دوں تو حسب طاقت اس پر عمل کرو۔"[5]

مذکورہ نصوص شرعیہ کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل ہیں جن میں بندوں پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور ان پر شریعت میں آسانی وسہولت کا تذکرہ ہے۔

شریعت میں جو آسانیاں اور سہولتیں ہیں، ان میں سے بعض کا تعلق ہمارے زیر بحث عنوان سے بھی ہے، اگر کسی شخص کو مرض، سفر یا خوف کا عذر لاحق ہو تو وہ کیسے نماز ادا کرے؟ لیجئے اس کی تفصیل ملاحظہ فرمایئے:

1۔ مریض کی نماز: نماز کبھی نہ چھوڑی جائے، اگر مریض ہے اور وہ کھڑا ہونے کی طاقت رکھتا ہے تو کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا اس پر لازم ہے، اگر وہ کھڑا ہونے کے لیے لاٹھی وغیرہ کا سہارا لے لے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اگر

واجب کی ادائیگی کسی سہارے کے ساتھ ممکن ہو تو اس کا استعمال واجب ہے۔

(1)۔ اگر مریض شخص نماز میں کھڑا ہونے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا اسے کھڑا ہونے سے تکلیف اور مشکل پیش آتی ہو، یا کھڑا ہونے سے بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو وہ ان حالات میں بیٹھ کر نماز ادا کرے۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے کے لیے صرف یہ شرط نہیں کہ اس کے لیے کھڑا ہونا ناممکن ہو (بلکہ مذکورہ حالات میں سے کوئی بھی حالت ہو تو وہ بیٹھ کر نماز ادا کر سکتا ہے) ، البتہ معمولی سی تکلیف کی بنا پر بیٹھ کر نماز ادا کرنا درست نہیں بلکہ اسے زیادہ اور واضح تکلیف و مشقت ہو، تب بیٹھ کر نماز ادا کرنے کی اجازت ہے۔

اہل علم کا اس امر پر اجماع ہے کہ جو شخص فرض نماز میں کھڑا ہونے سے عاجز ہے وہ جس طرح بھی سہولت کے ساتھ بیٹھ سکتا ہے اسی طرح بیٹھ کر نماز ادا کرے کیونکہ شارع علیہ السلام نے بیٹھنے میں اسے خاص صورت کے ساتھ پابند نہیں کیا وہ جس شکل میں بھی بیٹھ کر نماز ادا کرلے درست ہے۔

(2)۔ اگر کوئی مریض بیٹھ کر بھی نماز ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا یا اسے مشکل اور تکلیف ہوتی ہو تو وہ پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھ لے۔ اس صورت میں اس کا چہرہ قبلہ کی جانب ہونا چاہیے۔ البتہ دائیں جانب لیٹنا افضل ہے۔ اگر وہ خود قبلہ کی طرف رخ نہ کر سکے اور کوئی دوسرا شخص بھی اس کے پاس نہ ہو جو اس کا چہرہ قبلہ کی جانب کر دے تو جس سمت کی طرف اسے سہولت ہو نماز پڑھ لے۔

(3)۔ اگر کسی مریض کو پہلو کے بل بھی نماز ادا کرنے پر قدرت نہ ہو تو وہ پشت کے بل چت لیٹ کر نماز پڑھ لے۔ ممکن ہو تو اس کے پاؤں قبلے کی جانب ہونے چاہئیں۔

(4)۔ اگر کوئی مریض بیٹھ کر نماز ادا کرے اور وہ زمین پر سجدہ کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا پہلو کے بل لیٹ کر یا پشت کے بل چت لیٹ کر نماز ادا کرے تو وہ تینوں صورتوں میں سر کے اشارے کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرے، البتہ سجدے کا اشارہ رکوع کے اشارے سے زیادہ نیچے ہونا چاہیے۔ اگر وہ زمین پر سجدہ کر سکتا ہو تو اس کا رکوع اور سجدے کے لیے جھکنا ضروری ہے، صرف اشارہ کافی نہیں۔

مذکورہ ترتیب کے ساتھ مریض کی نماز کا جواز صحیح بخاری وغیرہ کی درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے:

"عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ: كَانَتْ بِي بَوَاسِيرُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ: صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ"

"سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے بواسیر تھی، چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کی بابت سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھڑے ہو کر نماز ادا کرو، اگر طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو، اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر ادا کرلو۔" [6]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بعض علماء کا قول ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر نماز کے لیے پہلو کے بل لیٹنے کی طاقت نہ ہو تو پشت کے بل چت لیٹ کر پڑھ لو، چاہیے اس کے پیر قبلے کی طرف ہوں۔" اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۲۸٦ ... سورة البقرة

"اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔" [7]

تنبیہ:-

بعض حضرات، بیماری یا اپریشن کی وجہ سے نماز چھوڑ دیتے ہیں اور وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ وہ مکمل طور پر نماز ادا نہیں کر سکتے یا وہ وضو نہیں کر سکتے یا ان کے کپڑے ناپاک ہیں یا کوئی اور عذر پیش کرتے ہیں۔ اس بارے میں ہم کہیں گے کہ یہ ان کی بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ کسی صورت نماز کو چھوڑنا قطعاً جائز نہیں اگرچہ وہ نماز کی بعض شرائط یا ارکان وواجبات ادا کرنے سے عاجز ہوں۔ وہ حسب حال، یعنی جیسے بھی ممکن ہو نماز ادا کرلیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ١٦ ... سورة التغابن

"سو اللہ تعالیٰ سے حسب طاقت ڈرو۔" [8]

کوئی مریض کہتا ہے کہ جب تندرست ہوں گا تو جس قدر نمازیں چھوڑوں گا ان کی قضا دے دوں گا۔ اس مسئلے میں یہ اس کی لاعلمی یا سستی کا مظہر ہے۔ جس طرح ممکن ہو نماز وقت پر پڑھی جائے، اس میں تاخیر جائز نہیں ہے۔ ہر مسلمان کو اس بارے میں باخبر رہنا چاہیے۔

ہسپتالوں میں بھی دینی مسائل واحکام بتانے اور سمجھانے کا بندوبست ضرور ہونا چاہیے تاکہ مریضوں کو ان کے احوال کے مطابق نماز اور دیگر مسائل شرعیہ کا علم ہو سکے جن کی انھیں ضرورت ہے۔

(1)۔ اوپر ہم نے جو مسئلہ بیان کیا ہے وہ حکم اس شخص کے حق میں ہے جس کا عذر شروع نماز سے لے کر فارغ ہونے تک قائم رہا ہو، البتہ جس شخص نے کھڑے ہو کر نماز شروع کی، پھر نماز کے دوران کھڑا ہونے سے عاجز آگیا یا وہ آغاز نماز میں کھڑا ہونے سے عاجز تھا۔ پھر اس میں اثنائے نماز میں کھڑا ہونے کی قوت آگئی یا اس نے بیٹھ کر نماز شروع کی لیکن نماز کے دوران میں بیٹھنے کی قوت بھی نہ رہی یا اس نے پہلو کے بل لیٹ کر نماز کی ابتدا کی پھر دوران نماز میں بیٹھنے کی طاقت آگئی تو وہ شخص ان تمام حالات میں دوران نماز میں بعد والی مناسب صورت حال کو اختیار کرلے۔ شرعاً اس کے لیے یہی زیادہ مناسب ہے اور بہتر ہے اور اسی حالت پر نماز پوری کرلے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ   ١٦ ... سورۃ التغابن

"سو اللہ تعالیٰ سے حسب طاقت ڈرو۔ "

چنانچہ جس میں کھڑے ہونے کی قوت آگئی ہے تو بیٹھا ہوا کھڑا ہو جائے اور اگر کھڑے ہونے کی قوت نہیں رہی تو کھڑا ہوا بیٹھ جائے ۔ اس طرح طبیعت کے مطابق نئی صورت اپنا لے ۔

(2) ۔ اگر مریض میں کھڑا ہونے اور بیٹھنے کی طاقت ہے لیکن وہ رکوع یا سجدہ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تو وہ کھڑا کھڑا سر جھکا کر اشارے سے رکوع کرے اور پھر بیٹھ کر سر کے اشارے سے سجدہ کرے ،تاکہ حسب امکان دونوں اشاروں میں فرق ہو جائے ۔

(3) ۔ اگر کوئی مریض کھڑا ہو کر نماز ادا کرسکتا ہے لیکن کسی قابل اعتماد مسلمان ڈاکٹر کا اسے مشورہ یہ ہے کہ وہ لیٹ کر نماز پڑھے ورنہ اس کا علاج یا افاقہ ممکن نہیں تو وہ شخص لیٹ کر نماز ادا کرے کیونکہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں خراش آگئی تھی تو آپ نے بیٹھ کر ہی نماز ادا کی تھی ۔[9]

اسی طرح سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے زمین پر سجدہ کرنا چھوڑ دیا تھا ۔[10]

اسلام میں نماز کا ایک بہت بڑا مقام ہے ، ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ حالت صحت اور حالت مرض میں حسب طاقت نماز قائم کرے ۔ مریض کو نماز معاف نہیں لیکن وہ حسب حال اسے ادا کرے ۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ نماز کی اسی طرح حفاظت کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے اعمال کی توفیق دے جس میں اس کی محبت اور رضا ہو ۔ آمین

2 ۔ سوار شخص کی نماز : وہ شخص بھی اہل عذر میں شامل ہے جو حالت سفر میں کسی چیز یا جانور پر سوار ہو اور زمین پر کیچڑ یا بارش ہونے کی وجہ سے سواری سے اتر کر نماز پڑھنے میں اسے مشکل اور تکلیف محسوس ہو یا سواری سے اترنے کے بعد دوبارہ سوار ہونے سے عاجز ہو یا سواری سے اترنے کی وجہ سے ساتھیوں سے بچھڑ جانے کا ڈر ہو یا اترنے کی صورت میں دشمن یا درندے کا خوف ہو تو ان حالات میں وہ سواری وغیرہ ہی پر نماز ادا کرلے ، زمین پر اتر کر نماز پڑھنا ضروری نہیں ۔

سیدنا یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

،النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ انْتَهَى إِلَى مَضِيقٍ هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ ، وَالسَّمَاءُ مِنْ فَوْقِهِمْ ، وَالْبِلَّةُ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ ، فَأَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَذَّنَ وَأَقَامَ ، ثُمَّ تَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَصَلَّى بِهِمْ ، يُومِئُ إِيمَاءً ؛ يَجْعَلُ السُّجُودَ أَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوعِ"

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین ایک تنگ سی گھاٹی میں پہنچے ، آپ اپنی سواری پر سوار تھے ۔ اوپر بادل چھائے ہوئے تھے اور نیچے زمین گیلی تھی ، نماز کا وقت ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موذن کو حکم دیا ، اس نے اذان دی اور پھر اقامت کہی ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار ہونے کی حالت میں آگے بڑھے اور اشاروں سے نماز پڑھائی ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں رکوع کی نسبت زیادہ جھکتے تھے ۔[11]

(4) ۔ جو شخص حالت عذر میں سواری پر فرض ادا کرنا چاہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ قبلہ کی طرف رخ کرے بشرطیکہ ایسا ممکن ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ   ١٥٠ ... سورۃ البقرۃ

"اور آپ جہاں کہیں ہوں اپنا منہ اسی طرف پھیرا کریں ۔ "[12]

فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ   ١٦ ... سورۃ التغابن

"سو اللہ تعالیٰ سے حسب طاقت ڈرو۔ "[13]

انسان کو جس عمل کی ادائیگی پر طاقت وقدرت نہیں اس کا وہ مکلف بھی نہیں ، مثلاً : مسافر شخص اگر قبلہ کی طرف رخ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تو استقبال قبلہ اس کے لیے لازم نہیں ، وہ حسب حال نماز پڑھ لے ۔ اسی طرح ہوائی جہاز میں بیٹھا شخص حسب استطاعت کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر مکمل رکوع وسجدہ کرکے یا اشاروں کے ساتھ جس طرح بھی ممکن ہو نماز ادا کرے ، البتہ استقبال قبلہ کا خیال رکھے کیونکہ وہاں یہ ممکن ہے ۔

3 ۔ مسافر کی نماز : مسافر شخص بھی اہل عذر میں شامل ہے ، اس کے لیے قصر کرنا ، یعنی چار رکعات والی نماز کی دو رکعتیں پڑھنا شرعاً درست ہے جیسا کہ کتاب وسنت اور اجماع سے اس مسئلے کی وضاحت ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ ...   ١٠١ ... سورۃ النساء

"جب تم سفر میں جا رہے ہو تو تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں ۔ "[14]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں ہمیشہ قصر نماز ہی پڑھی ہے ۔ بنا بریں جمہور علماء کے ہاں نماز کا قصر کرنا پوری پڑھنے سے افضل ہے ۔ صحیحین میں روایت ہے :

"فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ حِينَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ ، فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ"

"حضر وسفر میں نماز دو دو رکعت فرض کی گئی تھی، پھر سفر کی نماز قائم رکھی گئی اور حضر (اقامت) کی بڑھا دی گئی۔" [15]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے :

"صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ۔۔۔۔۔۔۔۔۔تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ"

"سفر کی نماز دو رکعتیں ہیں۔۔۔۔۔یہ مکمل نماز ہے قصر نہیں۔" [16]

(5)۔ نماز کی قصر تب شروع ہوگی جب مسافر اپنے شہر کی آبادی سے نکل جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قصر کی رعایت اس شخص کو دی جو سفر طے کرے۔ شرعاً اور عرف عام میں اپنے شہر سے نکلنے سے پہلے وہ سفر طے کرنے والا نہیں کہلاتا، اس لیے وہ مسافر نہیں۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لیے باہر دور نکل جاتے، تب قصر کرتے تھے۔ علاوہ ازیں سفر کا لفظ "اسفار" سے ہے جس کے معنی "صحرا کی طرف نکلنا" ہے، لہذا جب تک کوئی شخص بستی کے گھروں کی حد سے نکل کر صحرا یا میدان تک نہ پہنچ جائے تب تک وہ مسافر نہیں کہلاتا۔

(6)۔ اگر کوئی شخص کسی جگہ بار بار آتا جاتا ہے تو وہ قصر نماز ہی پڑھے گا جیسا کہ ڈاکیا یا ٹیکسی ڈرائیور وغیرہ جو اکثر اوقات مختلف شہروں میں بار بار آتے جاتے ہیں۔

(7)۔ مسافر کے لیے ظہر اور عصر اسی طرح مغرب اور عشاء دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر کے ادا کرنا جائز ہے۔ جس طرح مسافر کے لیے قصر کرنا جائز ہے، اسی طرح جمع کرنا بھی جائز ہے، البتہ جمع کی یہ رخصت عارضی ہے اس پر عمل ضرورت کے وقت ہوگا، مثلاً: کسی مسافر کو منزل پر پہنچنے کی جلدی ہو جیسے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ "فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى أَنْ يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ فَيُصَلِّيَهُمَا جَمِيعًا، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ عَجَّلَ الْعَصْرَ إِلَى الظُّهْرِ وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ سَارَ، وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ"

"معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ اسے عصر کے ساتھ ملا دیتے اور دونوں کو ایک ساتھ پڑھتے، اور جب سورج ڈھلنے کے بعد کوچ کرتے تو عصر کو پہلے کر کے ظہر سے ملا دیتے اور ظہر اور عصر کو ایک ساتھ پڑھتے پھر روانہ ہوتے۔ اور جب مغرب سے پہلے کوچ فرماتے تو مغرب کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ اسے عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھتے، اور جب مغرب کے بعد کوچ فرماتے تو عشاء کو پہلے کر کے مغرب کے ساتھ ملا کر پڑھتے۔" [17]

(8)۔ جب کوئی مسافر دوران سفر میں آرام کرنے کی خاطر کہیں ٹھہر جائے تو اگر وہ جمع کرنے کی بجائے ہر نماز اپنے اپنے وقت پر قصر کر کے ادا کرے تو یہ اس کے حق میں افضل اور بہتر ہے۔

(9)۔ جب کوئی مسافر دوران سفر میں آرام کرنے کی خاطر کہیں ٹھہر جائے تو اگر وہ جمع کرنے کی بجائے ہر نماز اپنے اپنے وقت پر قصر کر کے ادا کرے تو یہ اس کے حق میں افضل اور بہتر ہے۔

(10)۔ اگر کسی مریض کو اپنے اپنے وقت پر نماز ادا کرنے سے تکلیف و مشقت پیش آتی ہو تو ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کرنا اس کے لیے بھی جائز ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "نمازوں کو جمع کرنے کی رخصت امت کی مشقت ختم کرنے کی خاطر ہے کہ انھیں جب ضرورت ہو تو جمع کر لیں۔ اس مضمون کی تمام احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ تنگی و تکلیف کے موقع پر ایک وقت میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھی جا سکتی ہیں۔ الغرض ! جب ترک جمع میں حرج ہو تب جمع بین الصلاتین مباح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ سے تنگی و تکلیف اٹھا دی ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ جب مرض میں الگ الگ نماز ادا کرنے میں حرج و تکلیف ہو تو اس میں بھی دو نمازیں جمع کر کے ادا کرنا بطریق اولیٰ جائز ہے۔" [18]

نیز امام موصوف فرماتے ہیں : "مریض حضرات نمازیں جمع کر سکتے ہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحاضہ عورت کے لیے دو دو نمازیں جمع کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔" [19]

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ہر نماز کے وقت طہارت حاصل کرنے سے عاجز ہے مثلاً : پیشاب کے قطروں کا آنا، کسی زخم سے خون کا مسلسل رسنا، نکسیر کا دائمی پھوٹنا وغیرہ تو (مستحاضہ پر قیاس کرتے ہوئے) ایسا شخص نمازیں جمع کر سکتا ہے۔ چنانچہ جب سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے استحاضہ کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"وإن قويت على أن تؤخري الظهر وتعجلي العصر ثم تغتسلين وتصلين الظهر والعصر جمعا وتؤخري المغرب وتعجلي العشاء ثم تغتسلي وتجمعي بين الصلاتين ثم تغتسلي مع الفجر ثم تصلي كذلك فافعلي"

"اگر تجھ میں طاقت ہو تو ظہر کو مؤخر کر اور عصر میں جلدی کر، پھر غسل کر کے ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھ لے، اسی طرح تو مغرب کو لیٹ کر اور عشاء میں جلدی کر، پھر غسل کر کے دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھ لے۔" [20]

(11)۔ جب اس قدر بارش ہو کہ کپڑے بھیگ جائیں اور مسجد میں آنے والے جانے میں مشقت ہو تو مغرب اور عشاء کو جمع کر کے ادا کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی رات مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا تھا۔ اسی طرح سیدنا ابو بکر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کیا تھا۔ [21]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "اگرچہ بارش رک چکی ہو لیکن بہت زیادہ کیچڑ ہو یا تاریک رات میں شدید ٹھنڈی ہوا چل رہی ہو یا اس قسم کی کوئی اور تکلیف دہ صورت حال ہو تو نمازیں جمع کرنی جائز ہیں اور یہ گھر میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے کیونکہ گھروں میں نماز پڑھنے سے ترک جماعت لازم آتی ہے جو بدعت ہے اور خلاف سنت ہے۔ جبکہ سنت یہ ہے کہ نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کی جائے اور یہ گھر میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے اور اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ لہذا مسجد میں نمازوں کو جمع کر لینا گھروں میں نماز ادا کرنے سے کہیں بہتر اور افضل ہے۔ اس پر ائمہ کرام کا اجماع ہے جو جمع بین الصلاتین کے قائل ہیں، ان میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ معروف ہیں۔" [22]

(12)۔ جس شخص کے لیے نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے اس کے حق میں افضل صورت وہ ہے جو موقع و محل کے مناسب ہو وہ جمع تاخیر کی صورت ہو یا جمع تقدیم کی۔ مقام عرفہ میں ظہر اور عصر کی نمازوں میں جمع تقدیم افضل ہے جب کہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازوں میں جمع تاخیر والی صورت افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ میں ظہر کے فوراً بعد وقوف کرنا تھا، اس لیے عصر کو مقدم کر لیا جب کہ غروب آفتاب کے فوراً بعد

مزدلفہ کی طرف روانہ ہونا تھا، اس لیے مغرب کو موخر کرلیا۔ الغرض! عرفہ اور مزدلفہ میں دو دو نمازیں جمع کرنا مسنون ہے۔ اور دیگر مقامات میں بوقت ضرورت جائز ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عرفہ اور مزدلفہ میں نمازیں جمع کرنا سنت ہے اور دیگر مقامات پر ضرورت کے پیش نظر مباح ہے، البتہ جب مسافر کو کوئی خاص ضرورت نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ ہو ہر نماز وقت پر ادا کرے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام حج میں عرفہ اور مزدلفہ کے علاوہ کسی مقام پر نمازوں کو جمع کر کے نہیں پڑھا تھا۔ منیٰ میں بھی نمازیں جمع نہیں کیں کیونکہ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام وسکون سے ٹھہرے ہوئے تھے اور کوئی جلدی نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تب نمازیں جمع کرتے جب سفر میں جلدی ہوتی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مفید علم کے حصول اور نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

4۔ نماز خوف : نماز خوف ہر جنگ میں جو کفار سے ہو یا باغیوں سے یا اسلامی حکومت کے ساتھ لڑنے والوں اسے ہو، جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

إِن خِفتُم أَن يَفتِنَكُمُ الَّذينَ كَفَروا ﴿١٠١﴾... سورة النساء

"(تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں) اگر تمھیں ڈر ہو کہ کافر تمھیں ستائیں گے۔"[23]

اس آیت کریمہ کی روشنی میں آپ خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ کفار کے علاوہ اور کون ہیں جن سے جنگ کرنا جائز ہے۔ واضح رہے جو جنگ شرعاً حرام ہے، اس میں نماز خوف جائز نہیں۔

نماز خوف کی مشروعیت کی دلیل کتاب وسنت اور اجماع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَإِذا كُنتَ فيهِم فَأَقَمتَ لَهُمُ الصَّلوٰةَ فَلتَقُم طائِفَةٌ مِنهُم مَعَكَ وَليَأخُذوا أَسلِحَتَهُم فَإِذا سَجَدوا فَليَكونوا مِن وَرائِكُم وَلتَأتِ طائِفَةٌ أُخرىٰ لَم يُصَلّوا فَليُصَلّوا مَعَكَ وَليَأخُذوا حِذرَهُم وَأَسلِحَتَهُم ... ﴿١٠٢﴾... سورة النساء

"جب تم ان میں ہو اور ان کے لئے نماز کھڑی کرو تو چاہیئے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لئے کھڑی ہو، پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آجائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آجائے اور تیرے ساتھ نماز ادا کرے اور اپنا بچاؤ اور اپنے ہتھیار لئے رہے"[24]

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز خوف کی چھ یا سات صورتیں منقول ہیں جو تمام کی تمام (موقع محل کی مناسبت سے) جائز ہیں۔"[25]

نماز خوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مشروع ہوئی جو تاقیامت قائم رہے گی۔ اس پر صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین اور ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہ سب کا اجماع ہے، ماسوا ان چند افراد کے جو کسی گنتی میں نہیں ہیں۔

(13)۔ سفر ہو یا حضر، جس وقت بھی دشمن کے حملے کا خطرہ ہو نماز خوف درست ہے۔ چونکہ اس نماز کا سبب خوف ہے سفر نہیں، لہذا حضر واقامت میں نماز خوف کی رکعات کی تعداد میں قصر نہ ہوگی، البتہ اس کی ہیئت اور طریقہ ادائیگی میں تبدیلی برقرار رہے گی، ہاں سفر میں جب نماز خوف ادا ہوگی تو قصر بھی ہوگی اور طریقہ بھی بدل جائے گا۔

(14)۔ نماز خوف کی دو شرطیں ہیں :

1۔ دشمن ایسا ہو جس سے لڑنا شرعاً جائز ہو۔

2۔ حالت نماز میں اس کے حملے کا خطرہ موجود ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

إِن خِفتُم أَن يَفتِنَكُمُ الَّذينَ كَفَروا ﴿١٠١﴾... سورة النساء

"(تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں) اگر تمھیں ڈر ہو کہ کافر تمھیں ستائیں گے۔"[26]

اور فرمان الٰہی ہے :

وَدَّ الَّذينَ كَفَروا لَو تَغفُلونَ عَن أَسلِحَتِكُم وَأَمتِعَتِكُم فَيَميلونَ عَلَيكُم مَيلَةً واحِدَةً... ﴿١٠٢﴾... سورة النساء

"کافر چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں اور سامان سے بے خبر ہو جاؤ تو وہ تم پر اچانک دھاوا بول دیں۔"[27]

(15)۔ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے نماز خوف کا وہ طریقہ پسند کیا ہے جو سیدنا سہل بن ابی حثمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔[28]

کیونکہ وہ طریقہ قرآن مجید کے بیان کردہ طریقے کے قریب ترین ہے کیونکہ اس میں جنگ اور نماز دونوں میں احتیاط کا پہلو پیش نظر رہتا ہے، نیز اس میں دشمن پر دباؤ برقرار رہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر اسے ہی اپنایا تھا۔ اس طریقہ کی تفصیل درج ذیل ہے :

، طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ، وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ انْصَرَفُوا، فَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى، فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ"

"مسلمانوں کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بندی کر کے کھڑا ہو گیا، جب کہ دوسرا گروہ دشمنوں کے سامنے رہا جو گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا آپ نے انھیں ایک رکعت پڑھائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام میں کھڑے رہے جب کہ پیچھے والوں نے ایک اور رکعت خود پڑھ لی، یوں وہ دو رکعت مکمل کر کے دشمن کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ پھر دوسرا گروہ آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بھی ایک رکعت پڑھائی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کے لیے بیٹھ گئے (اور بیٹھے رہے)، اس دوسرے گروہ نے خود ہی ایک رکعت ادا کی اور پھر وہ بھی تشہد کے لیے بیٹھ گئے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ہی سلام پھیر دیا۔" [29]

(15)۔ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز خوف کا طریقہ اس طرح مروی ہے:

"شَهِدتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ صَلاةَ الخَوفِ، فَصَفَّنَا صَفَّينِ: صَفٌّ خَلفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، وَالعَدُوُّ بَينَنَا وَبَينَ القِبلَةِ، فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَكَبَّرنَا جَمِيعًا، ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعنَا جَمِيعًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعنَا جَمِيعًا، ثُمَّ انحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ، وَقَامَ الصَّفُّ المُؤَخَّرُ فِي نَحرِ العَدُوِّ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ السُّجُودَ وَقَامَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ انحَدَرَ الصَّفُّ المُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ وَقَامُوا، ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ المُؤَخَّرُ وَتَأَخَّرَ الصَّفُّ المُقَدَّمُ، ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَرَكَعنَا جَمِيعًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعنَا جَمِيعًا، ثُمَّ انحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ الَّذِي كَانَ مُؤَخَّرًا فِي الرَّكعَةِ الأُولَى، وَقَامَ الصَّفُّ المُؤَخَّرُ فِي نُحُورِ العَدُوِّ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ السُّجُودَ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ انحَدَرَ الصَّفُّ المُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ، فَسَجَدُوا، ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمنَا جَمِيعًا"

"جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوف کی صلاۃ میں موجود تھے، ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے، اور ہم نے دو صفیں کیں، اور دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر (تحریمہ) کہی، اور ہم نے بھی کہی، آپ نے رکوع کیا ہم نے بھی رکوع کیا، آپ (رکوع سے) اٹھے اور ہم بھی اٹھے، پھر جب آپ سجدے کے لیے جھکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان لوگوں نے جو آپ کے قریب (یعنی پہلی صف میں) تھے سجدہ کیا، اور دوسری صف اس وقت تک کھڑی رہی جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ والی صف نے سر اٹھایا، پھر دوسری صف نے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا، اپنی جگہوں پر سجدہ کیا، پھر جو صف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تھی پیچھے ہٹ گئی، اور پیچھے والی صف آگے آ گئی، اور آکر ان کی جگہوں میں کھڑی ہو گئی، اور یہ لوگ پچھلے والوں کی جگہوں میں جا کر کھڑے ہو گئے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا، اور ہم نے بھی رکوع کیا، پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور ہم نے بھی اٹھایا، پھر جب آپ سجدے کے لیے جھکے تو ان لوگوں نے سجدہ کیا جو آپ سے قریب تھے، اور دوسرے کھڑے رہے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان لوگوں نے جو آپ سے قریب تھے (سجدے سے سر) اٹھایا تو دوسروں نے سجدہ کیا، پھر آپ نے سلام پھیرا۔ [30]

(16)۔ نماز خوف کا ایک طریقہ وہ بھی ہے جو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَّى بِإِحدَى الطَّائِفَتَينِ، وَالطَّائِفَةُ الأُخرَى مُوَاجِهَةَ العَدُوِّ، ثُمَّ انصَرَفُوا، فَقَامُوا فِي مَقَامِ أَصحَابِهِم، فَجَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّى بِهِم رَكعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيهِم، ثُمَّ قَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوا رَكعَتَهُم، وَقَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوا رَكعَتَهُم"

"عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گروہوں میں سے ایک گروہ کو ایک رکعت صلاۃ پڑھائی، اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلہ میں رہا، پھر یہ لوگ جا کر ان لوگوں کی جگہ پر کھڑے ہو گئے، اور وہ لوگ ان لوگوں کی جگہ پر آ گئے، تو آپ نے انہیں دوسری رکعت پڑھائی، پھر آپ نے سلام پھیر دیا، پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے اور ان لوگوں نے اپنی باقی ایک رکعت پوری کی (اور اسی طرح) وہ لوگ بھی کھڑے ہوئے، اور ان لوگوں نے بھی اپنی رکعت پوری کی۔" [31]

(17)۔ نماز خوف کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ امام ہر گروہ کو الگ الگ کر کے دو دو رکعتیں پڑھا دے۔" [32]

(18)۔ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز خوف کا ایک اور طریقہ بھی منقول ہے، وہ فرماتے ہیں: "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں "ذات الرقاع" میں تھے۔ نماز کے لیے اذان دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں، پھر وہ پیچھے ہٹ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے گروہ کو بھی دو رکعتیں پڑھائیں۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعات ہو گئیں جب کہ لوگوں کی دو دو رکعتیں ہوئیں۔ [33]

(18)۔ یہ تمام صورتیں تب اختیار کی جائیں جب جنگ جاری نہ ہو۔ اگر جنگ جاری ہو، تند و تیز حملے ہو رہے ہوں، شمشیر و سناں کا عام استعمال ہو رہا ہو اور نماز خوف کی مذکورہ صورتوں میں سے کوئی بھی ممکن نہ ہو، نماز کا وقت بھی ہو چکا ہو تو حسب حال جیسے بھی ممکن ہو، کوئی سوار ہو یا پیدل، کسی کا قبلہ کی طرف رخ ہو یا نہ ہو نماز ادا کر لیں۔ رکوع اور سجدے کے لیے حسب طاقت اشاروں سے کام لیں لیکن تاخیر نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَإِن خِفتُم فَرِجَالًا أَو رُكبَانًا ... ٢٣٩ ... سورة البقرة

"پھر اگر تمھیں خوف ہو تو پیدل ہی سہی یا سواری سہی۔" [34]

(19)۔ بہتر یہ ہے کہ نماز خوف میں مسلمان دفاع کے لیے ضرورت کے مطابق ہلکا پھلکا اسلحہ ضرور اٹھا کر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَليَأخُذُوا أَسلِحَتَهُم"

"اور وہ اپنے ہتھیار لیے رہیں۔" [35]

(20)۔ اگر کوئی شخص دشمن یا سیلاب یا درندے سے جان بچانے کے لیے بھاگ رہا ہو یا کوئی مجاہد دشمن کے تعاقب میں ہو اور اس کے نکل جانے کا ڈر ہو تو وہ بھی سوار ہو یا پیدل، اسی حالت میں نماز ادا کر لے، قبلہ کی طرف رخ ہو یا نہ ہو، رکوع اور سجدہ کے لیے مناسب حال اشارہ کر لے۔

نماز خوف کی ان عجیب و غریب صورتوں اور اس دقیق منصوبہ بندی سے اسلام میں نماز کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ اسی طرح نماز باجماعت کی اہمیت بھی نمایاں ہوتی ہے کہ ان مشکل حالات میں بھی دونوں چیزیں معاف نہ ہوئیں۔ اس سے شریعت اسلامیہ کے کمال کا بھی ہمیں علم ہوتا ہے کہ اس کے احکام کس قدر مناسب حال ہیں کہ امت کو تنگی و مشکل میں بھی نہیں ڈالا گیا۔ یقیناً یہی شریعت ہر زمان و مکان کے لیے اپنے اندر خیر و اصلاح کا ایک کامل نظام رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق دے اور اسی پر زندگی کا خاتمہ کرے۔ بے شک وہ دعا کو سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

---

[1]۔ الحج 22/78۔

[2]۔ البقرۃ 2/185۔

[3]۔ البقرۃ 2/286۔

[4]۔ التغابن: 64-16۔

[5]۔ صحیح البخاری الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث 7288۔ وصحیح مسلم الحج باب فرض الحج مرۃ فی العمر حدیث 1337۔ ومسند احمد 2/258۔

[6]۔ صحیح البخاری التقصیر باب اذا لم یطق قاعدا صلی علی جنب حدیث 1117 وسنن ابی داود الصلاۃ باب فی صلاۃ القاعد حدیث 952۔

[7]۔ جامع الترمذی الصلاۃ باب ماجاء ان صلاۃ القاعد علی النصف من صلاۃ القائم تحت حدیث 372۔

[8]۔ التغابن: 64-16۔

[9]۔ صحیح البخاری الاذان باب انما جعل الامام لیؤتم بہ حدیث 689۔

[10]۔ مطالب اولی النھی شرح غایۃ المنتھی باب صلاۃ اھل الاعذار 4/29۔

[11]۔ (ضعیف الاسناد) جامع الترمذی الصلاۃ باب ماجاء فی الصلاۃ علی الدابۃ فی الطین والمطر حدیث 411۔ ومسند احمد 4/173۔174 واللفظ لہ۔

[12]۔ البقرۃ: 2/144۔

[13]۔ التغابن: 64-16۔

[14]۔ النساء 4/101۔

[15]۔ صحیح البخاری التقصیر باب یقصر اذا خرج من موضعہ حدیث 1090 وصحیح مسلم کتاب وباب صلاۃ المسافرین وقصرھا حدیث 685 واللفظ لہ۔

[16]۔ مسند احمد 1/37۔

[17]۔ سنن ابی داود صلاۃ السفر باب الجمع بین الصلاتین حدیث 1220۔ وجامع الترمذی الجمعۃ باب ماجاء فی الجمع بین الصلاتین حدیث 553۔

[18]۔ مجموع الفتاویٰ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ 24/84۔

[19]۔ مجموع الفتاویٰ 24/26۔

[20]۔ سنن ابی داود الطھارۃ باب اذا اقبلت الحیضۃ تدع الصلاۃ حدیث 287 ومسند احمد 5/439 واللفظ لہ۔

[21]۔ یہ روایات ہمیں نہیں ملیں۔ (ع۔و)۔

[22]۔ مجموع الفتاویٰ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ 24/29-30۔

[23]۔ النساء 4/101۔

[24]۔ النساء: 4/102۔

[25]۔ المغنی والشرح الکبیر 2/264 ونیل الاوطار 3/360۔

[26]۔ النساء 4/101۔

[27]۔ النساء: 4/102۔

[28]۔ المغنی والشرح الکبیر 2/264۔

[29]۔ صحیح البخاری المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع حدیث 4129۔ و صحیح مسلم صلاۃ المسافرین باب صلاۃ الخوف حدیث 842۔

[30]۔ صحیح مسلم صلاۃ المسافرین باب صلاۃ الخوف حدیث 840۔

[31]۔ صحیح البخاری المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع حدیث 4133 و صحیح مسلم صلاۃ المسافرین باب صلاۃ الخوف حدیث 839۔

[32]۔ سنن ابی داود صلاۃ السفر باب من قال یصلی بکل طائفۃ رکعتین حدیث 1248 و سنن النسائی صلاۃ الخوف حدیث: 1552، و مسند احمد 5/39۔49۔

[33]۔ صحیح البخاری المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع، حدیث 4136 و صحیح مسلم صلاۃ المسافرین باب صلاۃ الخوف حدیث 843۔

[34]۔ البقرۃ 2/239۔

[35]۔ النساء: 4/102۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل]

نماز کے احکام ومسائل: جلد 01: صفحہ 198